نفل نمازوں کے اوقات

اشراق کی نماز کا وقت:

سوال: اشراق کی نماز کا وقت کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اشراق کی نماز کا وقت طلوع آفتاب کے بعد تقریباً بارہ پندرہ منٹ پر شروع ہو جاتا ہے۔(۱)

أولها عند طلوع الشمس إلى أن ترتفع الشمس و تبيض قدررمح أورمحين. (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح:١٠٦) **فقط واللّٰہ أعلم بالصواب**

۲۳ / جمادی الثانیہ ۱۴۰۲ھ۔(فتاویٰ رحیمیہ:۲۸۶/۴)

نماز اشراق اور نماز چاشت کے اوقات:

سوال: نماز اشراق اور نماز چاشت کے اوقات کیا ہوتے ہیں؟ یعنی نمازِ اشراق کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے اور کب تک ہم پڑھ سکتے ہیں؟ اسی طرح نمازِ چاشت کا وقت کب شروع ہوتا ہے اور کب تک ہم پڑھ سکتے ہیں؟ گھڑی کے وقت کے لحاظ سے بتلائیں تو مناسب ہوگا۔ (واحد علی، عثمانیہ یونیورسیٹی)

الجواب

نمازِ چاشت کا وقت طلوعِ آفتاب کے بعد مکروہ وقت نکلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور زوالِ آفتاب تک رہتا ہے،

(۱) عن أنس قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من صلی الغداة فی جماعة ثم قعد یذکر اللّٰہ حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت لہ کأجر حجة تامة.(سنن الترمذی، باب ذکر مایستحب الجلوس فی المسجد بعد صلاة الفجر (ح:٥٨٦) انیس)

فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، مدخل:١٨١/١ : ... (ثم صلی رکعتین) ویقال لهما رکعتا الإشراق وهما غیر سنة الضحیٰ.(انیس)

عن الحسن بن علی قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من صلی الفجر ثم جلس حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین حرمه اللّٰہ علی النار أن تلفحه أو تطعمه.(الترغیب فی فضائل الأعمال وثواب ذلک لابن شاهین، باب مختصر فی فضل الجلوس بعد صلاة الفجر (ح:١١١) انیس)

البتہ اس کا بہتر وقت دن کا چوتھائی حصہ نکلنے کے بعد ہے۔

علامہ علاء الدین حصکفیؒ فرماتے ہیں:

" ندب (أربع فصاعدا في الضحى) ... إلى الزوال ووقتها المختار بعد ربع النهار". (الدر المختار، باب الوتر و النوافل، مطلب سنة الضحیٰ: ۶۳۹/۱)

جہاں تک نمازِ اشراق کی بات ہے تو حدیث وفقہ کی اکثر کتب میں اس کا ذکر نہیں ملتا، البتہ امام غزالیؒ نے نمازِ اشراق اور چاشت کا ذکر کیا ہے۔(۱)

اور لکھا ہے کہ نمازِ اشراق نمازِ چاشت ہی کا ایک حصہ ہے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل نقل کیا ہے کہ آپ چاشت کی نماز دو وقتوں میں پڑھا کرتے تھے، ایک تو جب سورج ایک نیزہ یا دو نیزہ کے بقدر

---

(۱) ماضی قریب کے مستند حنفی عالم، محدث وفقیہ علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے بھی نماز اشراق اور چاشت کو دو علیحدہ نماز کے طور پر ذکر کیا ہے اور دونوں کی فضیلتوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔(دیکھئے! إعلاء السنن : ۲۹/۷ - ۳۰، باب النوافل و السنن)

شارح ترمذی علامہ سراج احمد کی بھی یہی رائے ہے، بلکہ انہوں نے سیوطی کے حوالہ سے ایک ایسی حدیث کی بھی تخریج کی ہے جس میں نماز اشراق کا تذکرہ ہے:

"فقد أخرج السيوطی عن أم هانیء أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال لها:"يا أم هانی! هذه صلاة الإشراق". (دیکھئے حوالہ سابق)

علامہ علاء الدین علی متقی، مرتب کنز العمال کی بھی یہی رائے معلوم ہوتی ہے، چنانچہ انہوں نے اپنی عظیم شاہکار تصنیف "کنز العمال" میں چاشت واشراق کی نمازوں کا الگ الگ باب کے تحت تذکرہ کیا ہے۔(دیکھئے: کنز العمال: ۷۸۹/۱، باب صلاة الإشراق، ط: بيت الأفكار الدولية . محشی)

عن نعيم بن همار قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم يقول: يقول اللّٰه عزوجل: ياابن آدم! لاتعجزنی من أربع ركعات فی أول نهارك أكفك آخره. (سنن أبی داؤد، باب صلاة الضحیٰ (ح: ۱۲۸۹)/الصحيح لابن حبان، ذكر الاستحباب للمرء أن يصلی صلاة الضحیٰ أربع ركعات رجاء كفاية آخر النهار به (ح: ۲۵۳۳)/ المعجم الكبير للطبرانی (ح: ۷۷۴۶) سنن الترمذی، باب ماجاء فی صلاة الضحیٰ، عن أبی الدرداء وأبی ذر (ح: ۴۷۵) انيس)

عن زيد بن أرقم أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم خرج علی قوم وهم يصلون الضحیٰ فی مسجد قباء بعد حين أشرقت الشمس فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: صلاة الأوابين إذا رمضت الفصال. (الصحيح لابن خزيمة، باب استحباب تأخير صلاة الضحیٰ (ح: ۱۲۲۷) انيس)

عن ابن عباس قال: كنت أمر بهذه الآية فماأدری ماهی؟ قوله: ﴿بالعشی والإشراق﴾ حتی حدثتنی أم هانیء بنت أبی طالب أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم دخل عليها، فدعا بوضوء فی جفنة فكأنی أنظر إلی أثر العجين فيها، فتوضأ ثم قام فصلی الضحیٰ، فقال: ياأم هانی، هذه صلوٰة الإشراق. (المعجم الكبير للطبرانی، مسند النساء، باب الفاء، فاختة أم هانیء بنت أبی طالب، ماروی ابن عباس عن أم هانیء (ح: ۹۸۶) انيس)

اوپر آجاتا تو دورکعت پڑھتے اور جب سورج چوتھائی آسمان تک آجاتا تو چار رکعت پڑھتے۔(۱) آفتاب کے روشن ہوجانے کی کیفیت کو''اشراق'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔(۲) شاید اسی لئے اس وقت پڑھی جانے والی نماز کو''اشراق'' کہا جاتا ہے۔

اس لئے آپ اشراق کی نماز مکروہ وقت ختم ہوتے ہی پڑھ لیا کریں، وقت مکروہ ہندوستان میں بیس (۲۰) منٹ بعد ختم ہوجاتا ہے اور چاشت کی نماز چوتھائی دن گزرنے کے بعد۔ (کتاب الفتاویٰ:۲/۱۱۸-۱۲۰)

چاشت کی نماز کا وقت اور اس کی رکعتیں:

سوال: چاشت کی نماز کا وقت کیا ہے، اور اس کی کتنی رکعتیں ہیں؟

الجواب

چاشت کی نماز کا وقت آفتاب طلوع ہونے سے زوال تک ہے، لیکن افضل اور مختار یہ ہے کہ ایک چوتھائی دن گذرنے کے بعد پڑھے مثلاً آج کل ۳۵-۶ پر طلوع آفتاب اور ۵۲-۶ پر غروب آفتاب ہے تو ۴۰-۹ سے زوال تک چاشت کی نماز پڑھ سکتے ہیں اس کی چار رکعتیں ہیں۔ دو رکعت بھی پڑھ سکتا ہے اور زیادہ پڑھنا چاہے تو بارہ رکعت بھی پڑھ سکتا ہے۔ درمختار میں ہے:

(و)ندب (أربع فصاعدًا فی الضحٰی)... من بعدالطلوع إلی الزوال ووقتها المختار بعدربع النهار. وفی المنية: أقلها ركعتان وأكثرها اثناعشر وأوسطها ثمان وهو أفضلها كمافی الذخائر لثبوته بفعله، الخ. (الدرالمختار مع ردالمحتار، باب الوتر والنوافل: ۱/۶۳۹) **فقط والله أعلم بالصواب**

۲/جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۸/مارچ ۱۹۸۲ء۔ (فتاویٰ رحیمیہ:۴/۲۸۵-۲۸۶)

---

(۱) دیکھئے: احیاء العلوم: ۱/۲۳۱۔

عاصم بن ضمرة قال: سألنا عليًا عن تطوع النبی صلی الله عليه وسلم بالنهار، فقال إنكم لاتطيقونه، قال: فقلنا أخبرنا به نأخذمنه ماأطقنا، قال: كان النبی صلی الله عليه وسلم إذاصلی الفجر أمهل حتی إذاكانت الشمس من ههنا يعنی من قبل المشرق مقدارها من صلاة العصرمن ههنا يعنی من قبل المغرب قام فصلی ركعتين ثم أمهل حتی إذا كانت الشمس من ههنا يعنی من قبل المشرق مقدارهامن صلاة الظهر ههنا يعنی من قبل المغرب قام فصلی أربعاً وأربعاًقبل الظهرإذازالت الشمس وركعتين بعدهاوأربعاًقبل العصريفصل بين كل ركعتين بالتسليم علی الملائكة المقربين والنبيين ومن معهم من المؤمنين والمسلمين. (مسندأبی يعلی الموصلی، مسندعلی بن أبی طالب رضی الله عنه (ح: ۶۲۲)انيس

(۲) الإشراق: طلوع الشمس وإضاء تها، يقال شرقت الشمس إذاطلعت. وأشرقت إذاأضاء ت وقد قيل شرقت وأشرقت إذاطلعت فی معنی واحد. (معانی القرآن وإعرابه للزجاج، من تفسيرسورة طه، س: ۲۰، الآية: ۱۸. انيس)

نماز چاشت واشراق کا وقت اور ضحوہ کبریٰ وصغریٰ کا مطلب:

سوال: کیا فرماتے ہیں علما دین مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) نماز اشراق اور نماز چاشت کا وقت کب تک رہتا ہے بعض کہتے ہیں کہ اشراق کا وقت چوتھائی دن تک رہتا ہے تو یہ چوتھائی دن صبح صادق سے شروع ہوتا ہے یا طلوع آفتاب سے؟

(۲) ضحوہ کبریٰ اور صغریٰ سے کیا مراد ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: اکرام الحق ایف ۲۸۷ نشتر آباد، راولپنڈی...... ۲۵ر شوال ۱۳۸۹ھ۔)

الجواب

(۱) نماز چاشت اور نماز اشراق محققین کے نزدیک دو الگ الگ نمازیں نہیں ہیں اور جمہور کے نزدیک الگ الگ نمازیں ہیں اور میرا جواب جمہور کے مذہب پر مبنی ہے، وہ یہ کہ سورج کے صاف ہونے کے بعد ان کا وقت شروع ہوتا ہے اور استوا کے وقت ختم ہو جاتا ہے، (الدر المختار) اور بعض فقہا کے نزدیک یہی بہتر ہے کہ چوتھائی دن کے بعد پڑھی جائیں، (شامی، کبیری) اور دن سے مراد بظاہر نہار عرفی ہے، اور تصریح باوجود تتبع کے نہ ملی، کیونکہ حدیث ترمض الفصال کی وجہ سے یہ قول کیا گیا ہے اور حرارت اس وقت سے شروع ہوتی ہے۔(۱)

(۲) صبح صادق کے طلوع اور سورج کے غروب کے منتصف کو الضحوۃ الکبریٰ کہا جاتا ہے اور اس سے قبل کو ضحوۃ صغریٰ کہا جاتا ہے۔(شرح الوقایۃ)(۲) **وهو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ: ۱۴۸/۲-۱۴۹)

---

(۱) قال العلامة الحصكفي رحمه الله: (و) ندب (أربع فصاعدًا في الضحىٰ) على الصحيح من بعد الطلوع إلى الزوال ووقتها المختار بعد النهار، ... قال ابن عابدين (قوله ووقتها المختار): أي الذي يختار ويرجح لفعلها وهذا عزاه في شرح المنية إلى الحاوي وقال: لحديث زيدبن أرقم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: صلاة الأوابين حين ترمض الفصال، رواه مسلم "وترمض" بفتح التاء والميم أي تبرك من شدة الحر في أخفافها. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب سنة الضحىٰ: ۵۰۵/۱)

والحديث في الصحيح لمسلم، باب صلاة الأوابين حين ترمض الفصال (ح: ۷۴۸) انیس

ووقت صلاة الضحىٰ من ارتفاع الشمس إلى ماقبل الزوال، قال صاحب الحاوي: ووقتها المختار إذامضى ربع النهار. (الحلبي الكبير شرح منية المصلي، فصل في النوافل، فروع، ص: ۳۹۰، مطبوعة سنده) وكذا في البناية شرح الهداية، عددركعات التطوع المرتبطة بالصلوات: ۵۱۹/۲. انیس)

(۲) قال العلامة عبيد الله بن مسعود: إعلم أن النهار الشرعي من الصبح إلى الغروب فالمراد بالضحوة الكبرىٰ منتصفه ثم لا بد أن تكون النية موجودة في أكثر النهار فيشترط أن تكون قبل الضحوة الكبرىٰ ... في مختصر القدوري إلى الزوال والأول أصح. (شرح الوقاية، كتاب الصوم: ۳۰۶/۱. هكذا في رد المحتار، كتاب الصوم: ۹۲/۲)

زوال اور وقت چاشت کے بارے میں دوبارہ استفسار:

سوال: حضرت مقتدانا مفتی صاحب دامت برکاتہم　　دار العلوم حقانیہ

کیا فرماتے ہیں علما دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ!

(۱) صبح صادق اور غروب آفتاب کے درمیان ضحوہ کبریٰ سے لیکر طلوع آفتاب وغروب آفتاب کے درمیان نصف النہار تک اگر نماز پڑھنا مکروہ ہے تو یہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟ نیز جناب نے تحریر فرمایا تھا، کہ نماز چاشت کا وقت استویٰ کے وقت ختم ہو جاتا ہے، اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا سوال کے مذکورہ وقت میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے، حالانکہ عین استوا کے وقت منع کیا گیا ہے تو کیا یہ صحیح ہے؟

(۲) جناب کی تحریر کے مطابق یہ سمجھ میں آیا کہ اشراق کا وقت از طلوع تا غروب دن شمار کرتے ہوئے اس کے چوتھائی تک رہتا ہے اور دن کا چوتھائی حصہ ختم ہونے سے چاشت کا وقت شروع ہو جاتا ہے، کیا یہ مفہوم صحیح ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: اکرام الحق غفرلہ، ایف ۲۸۷، راول پنڈی، ۲/ذوقعدہ ۱۳۸۹ھ)

الجواب

(۱) اس وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، صرف ائمۂ خوارزم کے نزدیک اور دیگر بعض ائمہ کے نزدیک صرف استوا کے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **کذا فی الدر المختار مع رد المحتار: ۳۴۵/۱**، لیکن روایات حدیثیہ سے قول ثانی کی ترجیح معلوم ہوتی ہے اور اکثر فقہا نے اسی کو مختار کہا ہے۔ **فلیراجع إلی کتب الفقه**.(۱)

(۲) حدیث "**ترمض الفصال**"(۲) کی بنا پر میں نے اس طرف کو ترجیح دی ہے۔ کیوں کہ فقہا کے کلام میں مناسب تتبع کے بعد اس کا تعین نہ ملا۔ **وهو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ: ۱۴۹/۲-۱۵۰)

(۱) قال ابن عابدين: (قوله واستواء) ...وفی شرح النقاية للبرجندی وقد وقع فی عبارات الفقهاء أن الوقت المكروه هو عند انتصاف النهار الی أن تزول الشمس ولا يخفىٰ أن زوال الشمس إنما هو عقيب انتصاف النهار بلا فصل وفی هذا القدر من الزمان لا يمكن أداء صلاة فيه فلعل المراد أنه لا تجوز الصلاة بحيث يقع جزء منها فی هذا الزمان أو المراد بالنهار هو النهار الشرعی وهو من أول طلوع الصبح الی غروب الشمس وعلى هذا يكون نصف النهار قبل الزوال بزمان يعتد به، آه

وفی القنية: واختلف فی وقت الكراهة لرواية أبی سعيد عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم أنه نهی عن صلاة نصف النهار حتىٰ تزول الشمس ...قال ركن الدين الصباغی...وعزاه فی القهستانی القول بأن المراد انتصاف النهار الشرعی وهو الضحوة الكبرىٰ إلى الزوال إلى ائمة خوارزم. (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب يشترط العم بدخول الوقت: ۲۷۳/۱)

(۲) عن القاسم الشيبانی أن زيد بن أرقم رأى قوما يصلون من الضحىٰ فقال: أما لقد علموا أن صلوٰة فی غير هذه الساعة أفضل إن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال: صلاة الأوابين حين ترمض الفصال. (الصحيح لمسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة الأوابين حين ترمض الفصال (ح: ۷۴۸) انيس)

ضحوۂ کبریٰ کیا ہے:

سوال: ضحوۂ کبریٰ کس کو کہتے ہیں؟اس کے معلوم کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ ہمارے دیار میں ضحوۂ کبریٰ سے زوال تک کا صحیح فاصلہ کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کتنے منٹ کا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ و باللہ التوفیق

یہ بات تو اہل علم سے مخفی نہیں ہے کہ نہار شرعی اور عرفی کے درمیان فرق ہے، نہار شرعی طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کا زمانہ ہے،(۱) اور نہار عرفی طلوع آفتاب سے لے کر غروب شمس تک کے زمانے کو کہتے ہیں،(۲) جب یہ بات معلوم ہوگئی تو معلوم ہونا چاہے کہ ضحوۂ کبریٰ نہار شرعی کا وہ درمیانی نقطہ ہے؛ جو بالکل بیچ میں واقع ہو۔(۳) نہار عرفی کے درمیانی نقطے کو بعض فقہا کرام نے زوال کے لفظ سے تعبیر کیا ہے، لیکن یہ تعبیر صحیح نہیں ہے، صحیح تعبیر استواء شمس یا انتصاف نہار کا زمانہ ہے، جیسا کہ دوسرے فقہاء کرام نے تصریح کی ہے، ضحوۂ کبریٰ سے لے کر استواء شمس کے مابین فاصلے کی جہاں تک بات ہے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ہر دن کا نہار شرعی و عرفی طلوع صبح صادق و غروب آفتاب کے لحاظ سے اور طلوع آفتاب و غروب آفتاب کے لحاظ سے مختلف ہوگا اور جب ہر دن کا نہار شرعی و عرفی بالعموم ایک دوسرے سے مختلف ہوگا، تو ضحوۂ کبریٰ سے لے کر استواء شمس تک کا زمانہ بھی مختلف ہوگا، کوئی صحیح فاصلہ بتلانا مشکل ہے، الا یہ کہ طلوع و غروب کے ذریعہ اس فاصلہ کا اندازہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد نعمت اللہ قاسمی۔ ۲۶/۷/۱۴۰۳ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۳۵۹-۳۶۰)

اشراق، چاشت اور زوال کے اوقات:

سوال: آفتاب طلوع ہونے کے کتنے منٹ کے بعد نماز اشراق کا وقت ہوتا ہے اور کب تک رہتا ہے؟

---

(۱) المراد بالنهار هو النهار الشرعي وهو من أول طلوع الصبح إلى غروب الشمس. (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت: ۲/۳۷۱)

(۲) أما عرفاً فهو من طلوع الشمس إلى الغروب". (عمدة الرعاية في حل شرح الوقاية، كتاب الصوم: ۱/۲۴۳)

(۳) قد علمت أن النهار الشرعي من طلوع الفجر إلى الغروب، واعلم أن كل قطر نصف نهاره قبل زواله بنصف حصة فجره". (رد المحتار، كتاب الصوم: ۳/۳۴۱)

"وعدل عن تعبير القدوري والمجمع وغيرهما بالزوال لضعفه لأن الزوال نصف النهار من طلوع الشمس ووقت الصوم من طلوع الفجر كما في البحر عن المبسوط قال في الهداية وفي الجامع الصغير قبل نصف النهار وهو الأصح". (رد المحتار، كتاب الصوم: ۳/۳۴۱) كذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، فصل فيما لا يشترط تبييت النية وتعيينها: ۱/۶۴۳. انيس)

(۲) طلوع آفتاب کے بعد گھڑی کے وقت سے چاشت کا وقت کب ہوتا ہے؟

(۳) ختم زوال کے بعد صلاۃ الزوال کا وقت کتنی دیر رہتا ہے؟

(۴) ختم زوال سے کتنے وقت کے بعد ظہر کی نماز پڑھنا چاہئے؟

هو المصوب

(۱) سورج صاف ہونے یعنی تقریباً پندرہ منٹ کے بعد اس کا وقت شروع ہوتا ہے اور دھوپ کے تیز ہونے سے پہلے تک وقت رہتا ہے۔(۱)

(۲) تیز دھوپ ہونے کے بعد اس کا وقت شروع ہوتا ہے۔(۲)

(۳) زوال کے بعد وقت مکروہ ختم ہوجاتا ہے۔

(۴) ختم زوال کے بعد ظہر کی نماز ادا کرسکتے ہیں۔(۳)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔تصویب: ناصر علی ندوی۔(فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۳۳۹-۳۴۰)

تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو کے اوقات:

سوال: کیا تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد نماز پڑھنے میں وقت کی پابندی ہے، کہ عصر کے بعد اور فجر کے بعد نہیں پڑھ سکتے؟

هو المصوب

تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد نماز پڑھنے میں وقت کی پابندی نہیں ہے، لیکن اوقات مکروہ میں پڑھنا جائز نہیں۔(۴)

---

(۱) عن أنس قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى الغداة فى جماعة ثم قعد يذكر الله حتى تطلع الشمس ثم صلى ركعتين كانت له كأجر حجة وعمرة.(سنن الترمذى ، كتاب الصلاة ، باب ذكرمايستحب من الجلوس فى المسجد بعد صلاة الصبح (ح:٥٨٦)

(۲) وهوأنه من ارتفاع الشمس إلى زوالها كمالايخفى.(البحر الرائق:٩١/٢)

(و)ندب (أربع فصاعدا في الضحىٰ) على الصحيح من بعد الطلوع إلى الزوال ووقتها المختار بعد ربع النهار.(الدرالمختار مع ردالمحتار،باب الوتر والنوافل،مطلب سنة الضحىٰ:٤٦٥/٢)

(۳) عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج حين زاغت الشمس فصلى الظهرفقام على المنبر فذكرالساعة...الخ.(الصحيح للبخارى،كتاب مواقيت الصلوٰة،باب وقت الظهرعندالزوال(ح:٥١٥) انيس)

(۴) وأطلق فى التنفل فشمل ماله سبب ومالیس له سبب فتكره تحية المسجد فيهما للعموم وهومقدم على عموم قوله من دخل المسجد فليركع ركعتين، لأنه مبيح وذلك حاظر.(البحر الرائق،التنفل بعدصلاة الفجر والعصر:٤٣٨/١)

احادیث میں اس سلسلہ میں ممانعت آئی ہے۔ترمذی اور بخاری میں بھی وہ احادیث مذکور ہیں جن میں اوقات مکروہ میں مثلا بعد نماز فجر اور بعد نماز عصر نماز (نوافل) پڑھنا منع ہے۔(۱)

تحریر: مستقیم ندوی۔تصویب: ناصر علی ندوی۔(فتاویٰ ندوۃ العلماء:۳۳۹/۱)

اوابین کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے:

سوال: نماز اوابین کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے مفصل طور پر بالدلیل تحریر فرمائیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

صلوٰۃ اوابین کا وقت ما بین العشائین ہے، ویسے اوابین کی فضیلت کی جو روایتیں ہیں، ان سے مغرب کی سنت کے بعد متصلاً ہی اس کا وقت معلوم ہوتا ہے، (۳) بہر حال افضل تو یہی ہے کہ متصلاً ہی پڑھے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔(حبیب الفتاویٰ:۵۰/۱)

---

(۱) أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الصلاة بعد الصبح حتى تشرق وبعد العصر حتى تغرب.(صحيح البخاری، كتاب مواقيت الصلاة ، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس (ح : ٥٨١)/جامع الترمذی، أبواب الصلاة،باب ماجاء فی كراهية الصلاةبعد العصر (ح:١٨٣)

(۳) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى بعدالمغرب ست ركعات لم يتكلم فيما بينهن بسوء عدلن له بعبادة ثنتی عشرة سنة.

قال أبوعيسیٰ:وقدروی عن عائشة عن النبی صلى الله عليه وسلم قال:من صلى بعد المغرب عشرين ركعة بنى الله له بيتافی الجنة.قال أبوعيسیٰ:حديث أبی هريرةحديث غريب لانعرفه إلامن حديث زيدبن الخباب عن عمربن أبی خثعم ،قال:وقدسمعت محمدبن اسماعيل يقول عمربن عبدالله بن أبی خثعم منكرالحديث وضعفه جداً.(سنن الترمذی،كتاب الصلاة،باب ماجاء فی فضل التطوع وست ركعات بعدالمغرب (ح:٤٣٥)

تسمیٰ هذه الصلاةبصلاةالأوابين فی عرف الناس.(العرف الشذی شرح جامع الترمذی:١/ ٤٠٩،داراحياء التراث الإسلامی بيروت)

الأحاديث الواردة فی فضل التطوع بعد صلاة المغرب ضعاف إلا أن الرواية الضعيفة معتبرة فی فضائل الأعمال ولايذهب عليک أن المراد بقولهم هذاليس اعتبارالرواية الضعيفة فی كل ماوردمن الفضائل مطابقاًللأصول أومخالفاً مثبتاً فضل العمل جائز أوالغيرالجائزحتى يردعليه أن ذلک يخالف مامهدوا من قاعدتهم أن الحديث الضعيف لايثبت به حكم بل المراد أنه إذاكان الأمرجائزاً فی نفسه من حيث الشرع كالنفل بعدالمغرب فی مسألتنا هذه ثم وردت فی اثبات فضله روايةقبلت ضعفهافانالم نثبت الحكم بهذه الروايةبل فضل الصلاة مطلقاً ثابت بالروايات الصحيحة ولمارجامن الله نيل مرتبة واجتهد فی تحصيله بظنه نرجوأن يناله بفضله وفی الباب أحاديث لايبعد بلوغها درجةالحسن لتعدد طرقهاوالله اعلم.(الكوكب الدری شرح جامع الترمذی:١/٣٨٤_٣٨٥،مطبعه ندوةالعلماء لكهنؤ.انيس)

تہجد کا وقت کیا ہے:

سوال: تہجد کی نماز کا وقت، شب بیدار کس وقت نماز تہجد پڑھے؟

الجواب

تہجد کے اول وقت کے بارے میں صحابہ کرامؓ کے زمانے میں اختلاف تھا۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عکرمہؒ وغیرہما کے مذہب کی تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد کا اول وقت عشا کے بعد سو کر اٹھنے کے بعد ہے، اس بارے میں ان صحابہ کرامؓ کی دلیل یہ ہے کہ قرآن شریف میں موجود ہے۔

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ﴾. (۱)

ترجمہ: اپنی رات کو تہجد کی نماز قرآن کے ساتھ ادا کیجئے۔

لغت میں تہجد کے معنی یہ ہیں کہ سونے کے وقت معمول میں نیند ترک کرنا۔ اس قول میں شبہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص تمام رات بیدار رہے تو لازم آتا ہے کہ اس کو تہجد کا وقت نہ ملے۔ بعض لوگوں نے ان صحابہ کرامؓ کے مذہب کی توجیہ کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر عشا کے بعد سو رہے تو جب نیند سے اٹھے تو وہی وقت تہجد کا اول وقت ہوگا اور اگر نہ سوئے تو جب اس کے سونے کا معمولاً وقت گذر جائے تو تہجد کا اول وقت ہو جائے گا۔ اس بارے میں بہتر دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے:

"من كل الليل أوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم وانتهى وتره إلى السحر". (۲)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رات میں ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی نماز پڑھی ہے حتی کہ کبھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے وتر کی نماز سحر کے وقت بھی پڑھی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ''اوتر'' کے لفظ سے تہجد کا وقت مراد نہیں، بلکہ وتر کی نماز مراد ہے۔ اس کا وقت بالاتفاق عشا کے بعد ہے، چنانچہ اکثر صحابہ کرامؓ اور ائمہ عظام کے نزدیک یہی مذہب مختار ہے اور سالکان طریق عبادت کا اسی پر عمل ہے کہ تہجد کا اول وقت آدھی رات کے بعد ہو جاتا ہے، (۳) خواہ اس کے قبل سوئے یا نہ سوئے اور اکثر احادیث سے

(۱) سورة الإسراء: ۷۹۔انیس

(۲) الصحيح للبخاری، كتاب الوتر، باب ساعات الوتر (ح: ۹۵۱)/سنن النسائی كتاب قيام الليل وتطوع النهار، باب وقت الوتر (ح: ۱۶۸۱)/الصحيح لمسلم صلاة المسافرين وقصرها (ح: ۷۴۵)/سنن ابن ماجة، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ماجاء فى الوتر آخر الليل (ح: ۱۱۸۶)/المعجم الأوسط للطبرانی (ح: ۴۸۲۸)/مسند الإمام أحمد، باقی مسند الأنصار حديث السيدة عائشة رضی الله عنها (ح: ۲۴۲۳۸) انیس)

(۳) عن علقمة وأسود قالا: التهجد بعد نومة. (الزهد والرقاق لابن المبارک، باب فضل ذكر الله عزوجل (ح: ۱۲۰۷) انیس)

اس وقت کی فضیلت معلوم ہوتی ہے تو اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ تہجد کا وقت یہی ہے۔مثلاً:

"أی الدعاء أفضل؟ قال: "جوف اللیل الأخر". (۱)

ترجمہ: یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی دعا بہتر ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دعا افضل ہے جو آخری شب میں کی جائے۔

اور یہ بھی بالاتفاق ثابت ہے کہ عشا کی تاخیر بلا کراہت آدھی رات تک جائز ہے،(۲) اور اس پر بھی علماء کرام کا اتفاق ہے کہ تہجد کی نماز عشا کے توابع سے نہیں تو ضرور ہے کہ عشا کی نماز کے بعد تہجد کا وقت ہو جائے۔واللہ اعلم

(فتاویٰ عزیزی اردو:۴۷۷)

نماز تہجد کا وقت:

سوال: نمازِ تہجد کے ابتدائی اور انتہائی وقت کی وضاحت فرمائیں؟

(محمد غوث الدین قدیر سلاخ پوری،کریم نگر)

الجواب

تہجد کا وقت وہی ہے جو عشا کا وقت ہے،عشا کی نماز کے بعد سے فجر کا وقت شروع ہونے تک کبھی بھی نمازِ تہجد پڑھی جا سکتی ہے۔

== عن عبد الرحمن بن الأسود قال: إنما التهجد بعد النوم. (مصنف عبدالرزاق،باب الصلاة فيمابين المغرب والعشاء (ح: ٤٧٣٠)

عن الحجاج بن عمرو المازنی قال: أيحسب أحدكم إذا قام من الليل يصلی حتى يصبح أن قد تهجد إنما التهجد بعد رقدة ثم الصلاة بعد رقدة ثم الصلاة بعد رقدة تلک كانت صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم. (المعجم الأوسط للطبرانی،من اسمه مطلب (ح: ٨٦٧٠)انيس)

(۱) سنن الترمذی،كتاب الدعوات (ح: ٣٤٩٩)بلفظ: أی الدعاء أسمع،وقال الترمذی: حديث حسن. انيس

(۲) عن أنس بن مالک قال: أخر النبی صلى الله عليه وسلم صلاة العشاء إلى نصف الليل ثم صلى،ثم قال: قد صلى الناس وناموا،أما إنكم فی صلاة ما انتظرتموها. (الصحيح للبخاری،باب وقت العشاء إلى نصف الليل (ح: ٥٧٢) انيس)

عن أبی برزة قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يبالی بعض تأخير العشاء إلى نصف الليل أو ثلث الليل وكان لا يحب النوم قبلها والحديث بعدها. (مسند السراج،باب وقت صلاة العشاء (ح: ٦٠٥)انيس)

هل يكره تأخيرها(التراويح) إلى نصف الليل قال بعضهم: يكره،لأنها تبع للعشاء ويكره تأخير العشاء إلى نصف الليل والصحيح أنه لا يكره لأنها قيام الليل وقيام الليل فی آخر الليل أفضل. (بدائع الصنائع،فصل فی سنن صلاة التراويح: ٢٨٨/١. انيس)

ہیثمی کی روایت ہے:

''عشا کے بعد جو بھی نماز پڑھی جائے، وہ قیام لیل یعنی تہجد ہے''۔(۱)

فقہانے معمولات نبوی (۲) کو سامنے رکھتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر ایک تہائی شب تہجد میں گزارنا چاہتا ہو تو رات کا درمیانی تہائی افضل ہے۔

''فالثلث الأوسط أفضل من طرفيه''. (۳)

اور نصف شب تہجد پڑھنا چاہتا ہو تو آخری نصف کو تہجد میں گزارنا افضل ہے۔

''فقيام نصفه الأخير أفضل''. (۴) (کتاب الفتاویٰ:۲/۱۱۸)

نماز تہجد کا وقت اور اس کی تعداد رکعات:

سوال: تہجد کی نماز پڑھنے کا وقت کیا ہے اور کم از کم کتنی رکعت حدیث سے ثابت ہے، اگر کوئی آدھی رات کو نہیں بیدار ہو سکتا ہے تو عشا اور وتر کی نماز کے بعد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ یا وتر کے قبل پڑھے؟

(۱) مجمع الزوائد :۲/۲۵۲، محشی

عن إياس بن معاوية المزني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لابد من صلاة بليل ولو ناقةً ولو حلب شاة وما كان بعد صلاة العشاء الآخرة فهو من الليل.(المعجم الكبير للطبراني،إياس بن معاوية المزني (ح:۷۸۷) انيس)

(۲) ''عن مسروق قال:سئلت عائشة رضي الله تعالىٰ عنها أي العمل كان أحب إلى رسول الله ؟ قالت:الدائم،قلت:متىٰ كان يقوم؟ قالت:كان يقوم إذا سمع الصارخ''.(صحيح البخاري (ح: ۱۱۳۲)محشی) باب من نام عند السحر/الصحيح لمسلم،باب صلاة الليل (ح: ۷۴۱)/مسند الإمام أحمد،مسند السيدة عائشة الصديقية (ح:۲۵۱۴۳)/سنن النسائي،باب وقت القيام (ح:۱۶۱۶)انيس)

(۳) مجمع الزوائد :۲/۲۵۲،محشی

لحديث عبدالله بن عمرو قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: أحب الصيام إلى الله صيام داؤد،كان يصوم يوماويفطريوماًوأحب الصلاة صلاة إلى الله صلاة داؤدكان ينام نصف الليل ويقوم ثلثه وينام سدسه.(الصحيح للبخارى،كتاب أحاديث الأنبياء،حديث أبرص وأقرع في بني إسرائيل (ح:۳۲۳۸) انيس)

(۴) ردالمحتار :۲/۴۶۸،محشی(كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،مطلب في صلاة الليل.انيس)

للحديث الصحيح عن أبي هريرةأن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:ينزل ربناتبارك وتعالىٰ كل ليلة إلى السماء الدنياحين يبقى ثلث الليل الآخرفيقول من يدعوني فأستجيب له من يسألني فأعطيه من يستغفرلي فأغفرله.(الصحيح للبخارى كتاب التوحيد (ح: ۷۰۵۶)/سنن الدارمي،ينزل الله إلى السماء الدنيا (ح: ۱۶۲۴)/ موطأ الإمام مالک،ت:عبدالباقي،باب ماجاء في الدعاء (ح: ۳۰) انيس)

الجواب ــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

تہجد کی نماز کا وقت آدھی رات گذرنے کے بعد سے فجر کی نماز ہونے کے وقت سے پہلے تک ہے۔
اس نماز کے لئے تہجد کی نماز کی نیت کرنی چاہئے، تہجد کی نماز کم از کم دو رکعت ہے۔(۱) آدھی رات سے قبل تہجد کی نماز نہیں ہوگی۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔۵/۴/۱۳۶۹ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۲۰۵-۲۰۷)

☆☆☆

---

(۱) أقول: فينبغي القول بان اقل التهجد ركعتان، واوسطه أربع، وأكثره ثمان.(ردالمحتار: ٢/٤٦٨)مطلب في صلاةالليل،كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل. انيس)

(۲) تہجد کی نماز کا اصل وقت تو عشا کی نماز کے بعد تھوڑی دیر سو کر جاگنے کے بعد سے صبح صادق تک رہتا ہے، جیسا کہ خود لفظ ''تہجد'' سے معلوم ہوتا ہے۔

علامہ ابن منظور نے لسان العرب میں لکھا ہے:

''ہجود'' کے معنی سو جانے کے ہیں اور '' تهجّد القوم'' کے معنی نماز وغیرہ کے لئے جاگنا۔(لسان العرب، مادہ:''ہجد''۱۵/۳۱)

لیکن عشا کی نماز کے بعد بھی اگر تہجد کی نیت سے نفل نمازیں پڑھ لی جائیں تو تہجد کا ثواب مل جائے گا۔البتہ چونکہ رات کے اخیر حصہ میں اللہ کی رحمتیں زیادہ نازل ہوتی ہیں، اس لئے رات کے اخیر حصہ میں تہجد کی نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔[مجاہد]

علامہ شامی ''البحر الرائق'' کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

"قال في البحر: فمنها ما في صحيح مسلم مرفوعًا "أفضل الصلاة بعد الفريضة صلاة الليل".(رواه مسلم في كتاب الصيام،ص: ٢٣٢ وأبو داؤد في الصوم،ص: ٥٥ والنسائي،ص: ٢٠٧و أحمد: ٢/٣٤٤)وروى الطبراني مرفوعاً "لابدّ من صلاة بليل ولوحلب شاة، وما كان بعد صلاة العشاء فهو من الليل".(رواه الطبراني في الكبير: ١/٢٤٥، وذكره الهيثمي في المجمع: ٢/٢٥٢)

وهذا يفيد أن هذه السنة تحصل بالتنفل بعد صلاة العشاء قبل النوم، آهـ، قلت: قد صرّح بذلك في الحلية،ثم قال فيها بعد كلام ثم غير خاف أن صلاة الليل المحثوث عليها هي التهجد،وقد ذكر القاضي حسين من الشافعية أنه في الاصطلاح التطوع بعد النوم، وأيّد بما في معجم الطبراني من حديث الحجاج بن عمرو رضي الله عنه قال "يحسب أحدكم إذا قام من الليل يصلّي حتى يصبح أنه قد تهجد، إنما التهجد المرء يصلّي الصلاة بعد رقدة" غير أن في سنده ابن لهيعة وفيه مقال، لكن الظاهر رجحان حديث الطبراني الأوّل، لأنه تشريع قولي من الشارع صلّى اللّه عليه وسلّم بخلاف هذا، وبه ينتفي ما عن أحمد من قوله: قيام الليل من المغرب إلى طلوع الفجر،اهـ ملخصًا.(ردالمحتار: ٢/٤٦٧)كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل،مطلب في صلاةالليل. انيس)